www.roznamasahara.com / email : sundayumang009@gmail.com

روزنامہ راشٹریہ سہارا
لکھنؤ، 21 اپریل 2024 اتوار

سنڈے امنگ

صفحہ-7 : بزم ادب

ہم رہ گئے اکیلے
(افسانہ)

صفحہ-7 : بزم ادب

ایک مقبول شاعر تھے
فریاد آزر

پانی کی کمی
مسئلہ کے سنگین ہونے کا اندیشہ

اقوام متحدہ کے مطابق، دنیا کے صاف پانی کا 70 فیصد زراعت کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، چنانچہ یہ بات طے ہے کہ پانی میں کمی کا زیادہ اثر زراعت پر پڑے گا۔ اس سے اشیائے خوردنی کی قیمتوں میں اضافہ ہوگا۔ حالات ان لوگوں کے لیے زیادہ خراب ہو جائیں گے جو غریب ہیں جبکہ دنیا کے زیادہ تر لوگ غریب ہی ہیں۔

گرین ہاؤس گیسوں کے اخراج کی وجہ سے گلوبل وارمنگ ایک بڑا مسئلہ بن چکی ہے۔ اس کی وجہ سے ایک طرف گلیشیئروں کے پگھلنے سے سطح سمندر میں اضافہ ہو رہا ہے اور کئی شہروں کے زیرآب آنے کا خطرہ بڑھتا ہی جا رہا ہے تو گلوبل وارمنگ کی وجہ سے دنیا کے کئی خطوں میں خشک سالی کے بھی ایک بڑا مسئلہ بن جانے کا اندیشہ ہے۔ اقوام متحدہ کے مطابق، 2000 سے پہلے کی دو دہائی کا تقابل 2000 سے بعد کی دو دہائی سے کیا جائے تو تباہ کن سیلابوں کی تعداد میں 134 فیصد کا اضافہ ہوا ہے۔ اسی عرصے میں خشک سالی کی تعداد اور مدت میں 29 فیصد کا اضافہ ہوا ہے۔ خشک سالی کی وجہ سے سب سے زیادہ اموات افریقہ میں ہوئی ہیں۔ اقوام متحدہ کے مطابق، دنیا کے صاف پانی کا 70 فیصد زراعت کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، چنانچہ یہ بات طے ہے کہ پانی میں کمی کا زیادہ اثر زراعت پر پڑے گا۔ اس سے اشیائے خوردنی کی قیمتوں میں اضافہ ہوگا۔ حالات ان لوگوں کے لیے زیادہ خراب ہو جائیں گے جو غریب ہیں جبکہ دنیا کے زیادہ تر لوگ غریب ہی ہیں۔ دنیا کے 59 فیصد لوگ روزانہ 420 روپے نہیں کما پاتے ہیں مگر طاقتور ملکوں کی توجہ اس طرف نہیں ہے۔ ان کے پاس پیسہ ہے، ٹیکنالوجی ہے۔ پانی کی کمی ان کے لیے بھی باعث تشویش بنے گی مگر اتنا بڑا مسئلہ نہیں بنے گی جتنا بڑا مسئلہ ترقی پذیر اور پسماندہ ملکوں کے لیے بنے گی۔ ایک سے زیادہ ملکوں کے پاس سمندر کے کھارا پانی کو میٹھا پانی بنا لینے کی سستی ٹیکنالوجی ہے۔ دنیا بھر میں پانی کا بحران پیدا ہونے پر ممکن ہے، یہ ممالک پانی کا کاروبار اسی طرح کریں جیسے آج پیٹرول کا ذخیرہ رکھنے والے ممالک پیٹرول کی تجارت کر رہے ہیں۔ غالباً اسی لیے پانی کی بڑھتی کمی دنیا کے لیے بڑا ایشو نہیں بن پا رہی ہے۔ حیرت اس بات پر ہے کہ بیشتر ممالک کی حکومتیں پانی کی ذخیرہ اندوزی اور سپلائی کے پرانے ریسورسیز کو بہتر بنانے پر بھی سنجیدگی سے توجہ نہیں دے پا رہی ہیں۔ اس سلسلے میں ان کے پاس کوئی ٹھوس طویل مدتی منصوبہ نہیں ہے جبکہ انہیں یہ سوچنا چاہیے تھا کہ کیپ ٹاؤن جیسی صورت حال اگر پیدا ہوگئی تو پھر کیا ہوگا؟ دنیا کے لیے پانی کا بحران کتنا بڑا ہے، اس کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ اس وقت دنیا کی آبادی 8 ارب ہے۔ اس میں سے 3 ارب 60 کروڑ یعنی 40 فیصد لوگوں کو سال میں ایک ماہ پانی کی قلت کی وجہ سے پریشان ہونا پڑتا ہے۔ آگے حالات اور بدتر ہونے کا اندیشہ ہے۔ اگلے 24 سال میں مزید 2 ارب سے زیادہ لوگوں کو پانی کی قلت کی وجہ سے پریشان ہونا پڑے گا۔ ایک اندازے کے مطابق، 2050 تک دنیا کے 5 ارب 70 کروڑ یعنی 71 فیصد سے زیادہ لوگوں کو پانی کی کمی کی وجہ سے پریشان ہونا پڑے گا۔ ■

پانی کی ذخیرہ اندوزی پر
دینی ہوگی توجہ

بنگلورو وطن عزیز ہندوستان کا واحد ایسا شہر نہیں ہے جہاں کے لوگ پانی کی قلت کی وجہ سے پریشان ہیں، کئی اور شہر بھی ہیں۔ اس پر تشویش کی بات یہ ہے کہ گزشتہ برسوں میں ہمارے ملک میں پانی کی ذخیرہ اندوزی پر اس طرح توجہ نہیں دی گئی جیسے دی جانی چاہیے تھی۔ کئی لوگوں نے اس سلسلے میں بے حسی کا ثبوت دیا ہے لیکن اب جاگنے کا وقت آگیا ہے۔ یہ سوچے بغیر کہ کس کا قصور زیادہ تھا اور کس کا قصور کم، توجہ اس بات پر دی جانی چاہیے کہ ہم پانی کی ذخیرہ اندوزی کے اپنے روایتی طریقے کو پھر سے زندہ کریں، ایک ایک بوند پانی بچانے کی کوشش کریں۔ بارش کے پانی کو ضائع نہ ہونے دیں۔ اسے محفوظ رکھنے کے لیے انتظامات کریں، کیونکہ کب کہاں پانی کی قلت ایک بڑا مسئلہ بن جائے، کہنا مشکل ہے۔ جل پرش راجندر سنگھ نیچر پر لکھنے کے لیے جانے جاتے ہیں۔ انہوں نے حال ہی میں اپنے ایک مضمون میں لکھا ہے کہ 'آج ہندوستان کے تقریباً 100 شہر بھیانک پانی کے بحران کی زد میں ہیں۔ ہندوستان کی صورت حال جنوبی افریقہ کے کیپ ٹاؤن سے بھیانک ہوگی۔ یہ ابھی عام لوگوں کو نظر نہیں آرہا ہے۔ اس میں دو تین سال اور لگ جائیں گے۔ اسے اس طرح سمجھنا ہوگا کہ ہندوستان میں 80 فیصد پانی کا استعمال زیر زمین پانی سے ہوتا ہے۔ ملک کا 62 فیصد زیر زمین پانی پہلے ہی زیادہ نکالا جاچکا ہے۔ نیتی آیوگ بھی کہتا ہے۔ پانی کا ہمارے استعمال کرنے کا طریقہ غلط ہے۔ چاہے پینے کے پانی کے لیے استعمال کیے جانے والے آر او ہوں، بوتل بند پانی ہو یا پھر شوچالیہ کا ڈیزائن۔ سبھی نقص سے بھرے ہیں۔ شوچالیہ میں ایک بٹن سے 15 لیٹر پانی خرچ ہوتا ہے۔' لیکن یہ سوچنے کا وقت آگیا ہے کہ یہ سب کب تک چلے گا۔ اس ایشو پر توجہ اگر ابھی نہیں دی جائے گی تو توجہ کب دی جائے گی؟ کیپ ٹاؤن کی مثال سے یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ زیادہ سے زیادہ پانی کو محفوظ رکھنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا ضروری یہ ہے کہ کم سے کم پانی خرچ کیا جائے۔ اسلام میں تو پانی ضائع کرنے پر سختی سے ممانعت ہے، چنانچہ پانی کا جائز خرچ اور بے جا استعمال روکنا مذہبی احکام کی پابندی کے لیے بھی ضروری ہے۔

'ورلڈ بینک' کے مطابق، دنیا کی مجموعی آبادی میں 16 فیصد آبادی وطن عزیز ہندوستان میں رہتی ہے جبکہ دنیا کے تازہ پانی کے ذخائر میں سے 4 فیصد پانی ہی ہندوستان کے پاس ہے جبکہ 50 سال میں بورویل کی تعداد 10 لاکھ سے بڑھ کر دو کروڑ ہو گئی ہے۔

'ورلڈ بینک' کے مطابق، دنیا کی مجموعی آبادی میں 16 فیصد آبادی وطن عزیز ہندوستان میں رہتی ہے جبکہ دنیا کے تازہ پانی کے ذخائر میں سے 4 فیصد پانی ہی ہندوستان کے پاس ہے۔ دوسری طرف ٹیکنالوجی کے آنے اور گاؤں تک بجلی کے پہنچنے سے جھیلوں، تالابوں، باؤلیوں اور کنوؤں سے لوگوں کی دلچسپی کم ہوئی ہے۔ غالباً یہ وجہ بھی ہے کہ انہیں بھر دیا گیا ہے یا وہ سوکھ گئے ہیں اور پانی کے حصول کا وسیلہ نہیں رہ گئے۔ حالت یہ ہے کہ گزشتہ 50 سال میں بورویل کی تعداد 10 لاکھ سے بڑھ کر دو کروڑ ہوگئی ہے لیکن جس طرح زیرزمین پانی کی سطح کم ہو رہی ہے، اسے دیکھتے ہوئے یہ کہنا مشکل ہے کہ آنے والے وقت میں ان لاکھوں بورویل میں سے کتنے کام کے رہ جائیں گے۔ ■

کیپ ٹاؤن میں پانی کا بحران

کیپ ٹاؤن میں حالات خراب ہونے کی ایک وجہ کم بارش بھی ہے۔ 2014 میں وہاں 500 ملی میٹر بارش ہوئی تھی جبکہ 2017 میں 153.5 ملی میٹر بارش ہی ریکارڈ کی گئی تھی۔ اس کے بعد کے سالوں میں بھی کم ہی بارش ہوئی۔

دنیا کے کسی شہر میں بھی کوئی بڑی تبدیلی آتی ہے تو دیگر شہروں کے لوگوں کو بھی یہ سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے کہ تبدیلی کیوں آئی لیکن ایسا لگتا ہے کہ جنوبی افریقہ کے دارالحکومت کیپ ٹاؤن میں پانی کے بحران کا اشارہ دنیا سمجھ نہیں سکی ہے، ورنہ پانی کی کمی بھی دنیا کے لیے ایک بڑا ایشو ہوتا۔ خود کیپ ٹاؤن کے لوگوں نے یہ نہیں سمجھا تھا کہ حالات بد سے بدتر ہو جائیں گے جبکہ وہاں حالات میں تبدیلی اچانک نہیں آئی۔ 2015 سے ہی کیپ ٹاؤن کے لیے خشک سالی مسئلہ بننے لگی تھی۔ گزرتے سال کے ساتھ یہ مسئلہ سنگین سے سنگین تر ہونے لگا۔ شہر کے انتظامیہ نے حالات کو بدتر ہوتے ہوئے دیکھ کر بھی پانی کی ذخیرہ اندوزی پر خاطر خواہ توجہ نہیں دی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حالات بے حد خراب ہو گئے۔ لوگ بوند بوند پانی کے لیے ترسنے لگے۔ لوگوں کو پانی فراہم کرانے کے لیے فوج کی مدد لینی پڑی۔ یہ طے کیا گیا کہ پانی کہاں کتنا خرچ کیا جائے گا۔ اس کے تحت 29 لیٹر پانی غسل کرنے، کپڑے دھونے اور برتن مانجھنے اور دھونے کے لیے خرچ کیے جائیں گے۔ 8 لیٹر پانی گھر کی صفائی کے لیے ہوگا، 4 لیٹر پانی ہاتھ دھونے کے لیے مختص ہوگا۔ 2 لیٹر پانی کھانا بنانے کے لیے ہوگا جبکہ 2 لیٹر پانی پالتو جانوروں کے لیے۔ کورونا وائرس کی وبا نے یہ احساس دلایا ہے کہ دن میں کئی بار ہاتھ دھونا کتنا ضروری ہے، چنانچہ صحت کا خیال کرتے ہوئے کیپ ٹاؤن میں 4 لیٹر پانی ہاتھ دھونے کے لیے مختص کیے گئے۔ پانی کی بچت کے لیے عام لوگوں نے بھی اپنے اپنے طور پر بیداری کی مہم چلائی۔ اس کے لیے گانے بنائے گئے۔ زیادہ سے زیادہ پانی کی بچت کے لیے نئے نئے طریقے ایجاد کیے گئے۔ وہ عورتیں جو عام طور پر بالوں کو کھلا رکھتی تھیں، بالوں کی چوٹی بنانے لگیں تاکہ بال کم گندے ہوں اور نہاتے وقت کم سے کم پانی کا استعمال کرنا پڑے لیکن سوال یہ ہے کہ کیپ ٹاؤن کے لوگ پانی کی بچت کے لیے آج جو اقدامات کر رہے ہیں، اگر پہلے ہی وہ اقدامات کر لیتے تو کیا اس سنگین صورت حال کا انہیں سامنا کرنا پڑتا جو کرنا پڑ رہا ہے؟ کیپ ٹاؤن میں حالات بدلنے کی ایک وجہ کم بارش بھی ہے۔ 2014 میں کیپ ٹاؤن میں 500 ملی میٹر بارش ہوئی تھی جبکہ 2017 میں 153.5 ملی میٹر بارش ہی ریکارڈ کی گئی تھی۔ اس کے بعد کے سالوں میں بھی کم ہی بارش ہوئی۔ اس سے حالات خراب ہوئے لیکن انتظامیہ اور عام لوگوں کو حالات کی سنگینی کا احساس تب ہوا جب ان کے کرنے کے لیے بہت کچھ بچا نہیں تھا۔ ■

باعث تشویش
بنگلورو میں پانی کی قلت

جب تک کسی چیز کی فراوانی رہتی ہے تو اس کی اہمیت کا احساس نہیں ہوتا لیکن یہ بات ضرور سمجھنی چاہیے کہ حالات یکساں نہیں رہتے۔ دانش مند لوگ حالات کے بہتر رہنے پر بھی کسی چیز کا ناجائز استعمال نہیں کرتے، اسے خواہ مخواہ ضائع نہیں کرتے۔ دوسروں کو بھی ناجائز استعمال کرنے سے روکتے ہیں۔ آج سے 400 برس پہلے وطن عزیز ہندوستان کی آبادی کم تھی اور پانی کافی مقدار میں تھا۔ اس وقت یہ بات سوچی بھی نہیں جاسکتی تھی کہ کبھی اس ملک کے کسی شہر میں کئی لوگوں کو بوند بوند پانی کی اہمیت کا احساس کرنا پڑے گا جیسے آج بنگلورو میں کرنا پڑ رہا ہے، پانی کی فراوانی کے معاملے میں کئی اور شہروں کی صورت حال بھی کچھ زیادہ اچھی نہیں ہے لیکن 400 برس قبل جب پانی وافر مقدار میں تھا، اس صورت حال کے بارے میں سوچا بھی نہیں جاسکتا تھا، عبدالرحیم خان خاناں نے یہ کہتے ہوئے پانی کی اہمیت کا احساس دلایا تھا کہ 'رحیمن پانی راکھیے، بن پانی سب سون' لیکن افسوس کہ ان کی بات پر اس طرح توجہ نہیں دی گئی جیسے دی جانی چاہیے تھی، ورنہ بنگلورو میں صورت حال ایسی نہ ہوتی جو ہے۔ فی الوقت اس شہر کو روزانہ 20 کروڑ لیٹر پانی اور چاہیے جبکہ اس کا بڑی حد تک انحصار کاویری ندی پر ہی ہے۔ سلیکون ویلی کہلانے والے شہر بنگلورو کی آبادی تقریباً ڈیڑھ کروڑ ہے۔ ان لوگوں کی پانی کی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے 145 کروڑ لیٹر پانی کاویری ندی سے لایا جاتا ہے۔ پانی کو 75 کلومیٹر دور سے بنگلورو تک لایا جاتا ہے۔ اس شہر کی ضرورت کا بقیہ 60 کروڑ لیٹر پانی بورویل سے آتا ہے لیکن خراب مانسون کی وجہ سے زیرزمین پانی کی سطح میں کمی آئی ہے۔ 2023 میں اگر اچھی بارش ہوتی تو بنگلورو کے لوگوں کو شاید یہ دن نہ دیکھنا پڑتے۔ کم بارش کا اثر پانی کی فراہمی پر پڑا ہے۔ اسی لیے صورت حال بگڑی ہے۔ ایسا مانا جاتا ہے کہ یہ صورت حال تقریباً 3 مہینے اور رہے گی لیکن اس صورت حال نے یہ احساس تو دلا دیا ہے کہ بنگلورو میں پانی کی ذخیرہ اندوزی کے انتظامات کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے جھیلوں پر توجہ دینے کی ضرورت ہے جبکہ فی الوقت شہر کی 186 جھیلوں میں سے 24 سے 25 جھیلوں کو ہی بہتر بنایا جاسکا ہے جبکہ اندازہ یہ لگایا جاتا ہے کہ 2031 تک بنگلورو کی آبادی بڑھ کر 2 کروڑ 30 لاکھ ہو جائے گی۔ سوال یہ ہے کہ جب موجودہ آبادی کے لیے پانی کم پڑ رہا ہے، پھر آبادی کے کافی بڑھ جانے کے بعد اضافی پانی کہاں سے آئے گا؟ ایسا نہیں ہے کہ بنگلورو کے تمام لوگ امیر ہیں لیکن مجبوری میں انہیں مہنگا پانی خریدنا ہی پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو ٹینکر عام دنوں میں 400 سے 600 روپے میں ملا کرتے تھے، وہ 800 سے 2000 روپے میں مل رہے ہیں۔ ایک رپورٹ کے مطابق، بنگلورو میں 60 فیصد لوگوں کو پانی کے حصول کے لیے ٹینکروں پر انحصار کرنا پڑ رہا ہے۔ بنگلورو میں پانی کے 3,500 ٹینکر ہیں۔ ان میں سے 219 ٹینکر ہی رجسٹرڈ ہیں۔ ٹینکروں کو رجسٹرڈ کرانے کے لیے حکومت نے کہا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اگر ٹینکر رجسٹرڈ نہیں کرائے جائیں گے تو انہیں ضبط کرلیا جائے گا۔ اس صورت حال نے کرناٹک حکومت کو یہ سمجھنے کا موقع دے دیا ہے کہ ریاست کے دیگر ایشوز پر توجہ دینے کے ساتھ اسے پانی کی ذخیرہ اندوزی پر بھی توجہ دینی ہوگی بلکہ پانی کی ذخیرہ اندوزی کو اسے ترجیحات کی فہرست میں اوپر ہی رکھنا ہوگا تاکہ بنگلورو میں لوگوں کو پھر کبھی ایسی صورتحال کا سامنا نہ کرنا پڑے جیسی صورتحال کا سامنا انہیں ابھی کرنا پڑ رہا ہے۔ ■

ایک رپورٹ کے مطابق، بنگلورو میں 60 فیصد لوگوں کو پانی کے حصول کے لیے ٹینکروں پر انحصار کرنا پڑ رہا ہے۔ بنگلورو میں پانی کے 3,500 ٹینکر ہیں۔ ان میں سے 219 ٹینکر ہی رجسٹرڈ ہیں۔